محسن اہل حدیث میاں فضل حق رحمۃ اللہ علیہ اور ان کی خدمات

غازی محمد رمضان یوسف سلفی

میاں فضل حق مرحوم برصغیر پاک وہند میں جماعت اہلحدیث کی عظیم المرتبت شخصیت تھے ۔انہوں نے پورے خلوص اور محنت سے مرکزی جمعیت اہلحدیث پاکستان کے ناظم اعلیٰ کی حیثیت سے جماعت اہل حدیث کی تعمیر وترقی میں بے پناہ کام کیا اور جامعہ سلفیہ فیصل آباد کا صدر ہونے کے ناطے ۳۵ سال خدمت سرانجام دی ۔ان کی انہی خدمات گونا گوں کے باعث برصغیر کی تاریخ اہلحدیث میں ان کا نام ابھرا ہوا دکھائی دیتا ہے ۔وہ اپنے نیک اطوار والدین اور دادا کے نقش قدم پر چلتے ہوئے ہمیشہ نیکی اور بھلائی کے کاموں میں سرگرم رہے اور جہاں انہوں نے اسلام کا بول بالا کیا وہیں جماعت اہلحدیث کی نیک نامی اور مسلک الحدیث کے فروغ کا باعث بنے ۔حضرت میاں صاحب کے جماعتی کارناموں اور حسنات کی فہرست طویل ہے ۔ جماعت کے اس ''حاتم'' اور'' بہی خواہ'' کا نام میں نے زمانہ بچپن میں سنا تھا ۔انہیں دیکھنے اور ان کی خدمت میں سلام عرض کرنے کا موقعہ یکم ستمبر ۱۹۸۸ء کو ملا ۔۳۱ اگست ۱۹۸۸ کی رات ہمارے علاقے کے ایک جید عالم مولانا محمد بشیر احمد صدیقی ۳۵ سال کی عمر میں ایک ٹریفک حادثے میں فوت ہوئے ۔وہ حضرت میاں فضل حق کی جماعت کے فیصل آباد میں ناظم تبلیغ تھے ۔ اگلے روز یکم ستمبر کو ان کی نماز جنازہ ظہر کے بعد سمن آباد کے بڑے قبرستان میں ادا کی گئی ۔نماز جنازہ میں بہت سے اکابر نے شرکت کی ۔اس موقع پر میں نے میاں صاحب کو دیکھا ۔سفید شلوار اور قمیص زیب تن قمیص کے اوپر سفید کپڑے کی واسکٹ ، گندم گوں نکھرا ہوا رنگ ،سفید پوری داڑھی ، سر پر جناح کیپ ، پاؤں میں تلے سے مزین کھسہ تھا ۔وہ سر سے پاؤں تک وقار وجاہت کا خوبصورت پیکر دکھائی دیتے تھے اور ان کے چہرے سے نورانیت کی کرنیں پھوٹتی دکھائی دیتی تھیں ۔وہ کسی صاحب کے ساتھ محو کلام سے ،میں چپکے سے ان کے قریب جا کھڑا ہوا اور ان کے سراپا جمال کو دیر تک حیرت سے دیکھتا رہا ۔سچی بات یہ ہے کہ مجھے ان کی رویئت سے یک گونا مسرت ہوئی اور ان کی بزرگی کا سراپا جمال میرے دل میں گھر کر گیا ۔ اس کے بعد کئی بار انہیں سلام عرض کرنے کا موقعہ ملا اور ایک بار غالباً ۱۹۹۱ میں بیگم کوٹ کی سالانہ کانفرنس میں ان کا خطاب سننے کا بھی موقع ملا انہوں نے بڑے خوبصورت انداز میں بڑی پیاری گفتگو کی ۔حضرت میاں صاحب جماعت اہلحدیث کی آبرو ، مسلک اہلحدیث کا وقار اور شان تھے ان کا اصل وطن ضلع امرت سر کی تحصیل ترن تارن کا ایک گاؤں ''رعیہ'' تھا ۔میاں فضل حق کے والد میاں حسن محمد ، نہر اپر باری دوآب جو ضلع گورداسپور کے سرحدی مقام مادھو پور (تحصیل پٹھان کوٹ) سے دریائے راوی سے نکالی گئی تھی اس کے کچھ حصہ ''رعیہ'' سے لے کر تپڑی تک کی درستی اور پٹری کی ٹوٹ پھوٹ کا ٹھیکہ لیتے تھے ۔اس لحاظ سے انہیں ٹھیکیدار میاں حسن محمد کہا جاتا تھا ۔اس کام کے علاوہ میاں حسن محمد کا اینٹوں کا بھٹہ بھی تھا ۔وہ آسودہ حال اور نیک اطوار انسان تھے ۔ان کو اور ان کے خاندان کے دیگر افراد کو اہلحدیث علماء کرام سے دلی لگاؤ اور قلبی تعلق تھا ۔بالخصوص علماء غزنویہ اور روپڑی خاندان کے اصحاب علم سے انہیں بڑی عقیدت تھی ۔ان کی خدمت میں حاضری دینا اور ان سے استفادہ کرنا ان کا معمول تھا ۔کاروبار میں حد درجے کی مشغولیت کے باوجود ان کا زیادہ وقت یاد الٰہی اور عبادت خداوندی میں گزرتا تھا ۔وہ وظائف واوراد کے دلدادہ اور تہجد گزار بزرگ تھے ۔نرم مزاج ،شیریں کلام اور منکسر ومتواضع طبیعت کے مالک تھے ۔تلاوت قرآن ان کے روزانہ کے معمول میں شامل تھی ۔دیانت وامانت میں شہرت رکھتے تھے ۔اللہ کی راہ میں دل کھول کر خرچ کرنا اور غرباء ومساکین کی امداد ان کی طبیعت ثانیہ بن گئی تھی ۔لڑائی جھگڑے سے دور اور مصالحت پسندی میں مشہور تھے ۔ اپنا نقصان کر کے دوسروں کی اعانت کے لئے کوشاں رہتے ۔ متواضع اور مہمان نواز تھے ۔مولانا عبداللہ گورداسپوری حفظہ اللہ نے ہفت روزہ اہلحدیث کے میاں فضل حق نمبر میں لکھا ہے کہ ....بھینی سدھواں جو کہ جنڈیالہ گورو کے قریب واقع تھا جماعت اہلحدیث کا ضلع امرت سر میں مرکزی مقام تھا ۔اس گاؤں میں مولانا عطاء اللہ فروکش تھے انہوں نے اچھا خاصہ مدرسہ قائم کر رکھا تھا اور بہت سے طالب علم ان سے قرآن وحدیث کی تعلیم حاصل کرتے تھے ۔حضرت مولانا عطاء اللہ رحمہ اللہ ہر سال بھینی سدھواں میں تین روزہ کانفرنس کا اہتمام کرتے ۔ جلسے کی باقاعدگی ، جید علمائے کرام کی آمد اور حاضرین کی کثرت کی وجہ سے آج کل کی شہری کانفرنسیں بھی اس کا مقابلہ نہیں کر سکتیں ۔ضلع گورداسپور کی تحصیل بٹالہ کے احباب جماعت اس اجتماع میں شرکت کے لئے براستہ نہر سفر کرتے تھے ۔بھینی سدھواں کے جلسے میں جاتے ہوئے بھی اور واپس آتے ہوئے بھی دوپہر اور رات کو ان کا زیادہ تر قیام میاں حسن محمد مرحوم کے ڈیرے پر ہوتا تھا ۔مرحوم بڑے خوش اخلاق ،مہمان نواز اور علماء کرام کا احترام کرنے والی شخصیت تھے (ہفت روزہ اہلحدیث اگست ۱۹۹۶)

عظیم مصنف مولانا محمد اسحاق بھٹی صاحب نے میاں حسن محمد مرحوم سے متعلق لکھا ہے کہ جماعت اہل حدیث اور مسلک اہلحدیث سے انہیں گہری وابستگی تھی ۔یہی وجہ ہے کہ جماعت سے تعلق رکھنے والے لوگ خاص طور سے ان کے ڈیرے پر

جاتے اوران سے قلبی لگاؤ رکھتے تھے۔وہ بھی ان سے تکریم کے ساتھ پیش آتے اوران کا اعزاز کرتے تھے۔(میاں فضل حق اوران کی خدمات صفحہ ۴۳)

یہاں یہ بھی بتاتا چلوں بھینی سدھواں کے جلسہ میں سبھی علمائے اہلحدیث مولانا عطاء اللہ شہید کی دعوت پر شریک ہوتے تھے ۔ ان میں مولانا ثناء اللہ امرتسری ،مولانا عبدالوھاب دہلوی ،روپڑی علماء ،غزنوی علماء ،لکھوی علماء وغیرہ کے نام قابل ذکر ہیں مولانا عطاء اللہ کو اگست ۱۹۴۷ میں سکھوں نے شہید کر دیا تھا۔جبکہ میاں محمد حسن ۱۹۴۳ میں اپنے رب کے ہاں جا چکے تھے۔ان کا گھرانہ اس علاقے میں عزت وشرافت اور نیکی میں معروف تھا۔میاں حسن محمد کو اللہ رب العزت نے جہاں دیگر دنیاوی نعمتوں سے نوازا وہاں اولاد نرینہ سے بھی بہرہ مند فرمایا ان کے چار بیٹے تھے (۱) چوہدری عبدالمجید (۲) چوہدری عبدالعزیز (۳) میاں فضل حق (۴) چوہدری عبدالرحمان۔سبھی لڑکے نیک اور دین دار تھے اور اپنے عالی قدر والد کی نہایت صالح اولاد۔آئندہ سطور میں مجھے میاں فضل حق رحمہ اللہ سے متعلق کچھ گزارشات پیش کرنا ہیں کیوں کہ انہوں نے دینی و دنیاوی طور پر جماعتی اور مسلکی حلقے میں شہرت دوام حاصل کی ۔انہیں یہ مقام ومرتبہ ان کی شبانہ روز محنت ۔بہترین ورکرز اور اعلیٰ منتظم اور قائدانہ صلاحیتوں سے ملا۔میاں فضل حق ۱۹۲۰ کے لگ بھگ امرت سر کی تحصیل ترن تارن کے گاؤں ''دعیۃ'' میں پیدا ہوئے۔دین دار گھرانوں کی قدیم روایت کے مطابق پہلے انہوں نے قرآن مجید ناظرہ پڑھا پھر اردو کی چند کتابیں پڑھیں۔دینی تعلیم کے حصول کے لئے قریب کے گاؤں ''ویرووال'' میں حضرت مولانا عبداللہ محدث ویرووالوی کی خدمت میں حاضری دی اور دینیات کی کچھ تعلیم حاصل کی۔بعدازاں سکول کی تعلیم بھی حاصل کی۔ذرا بڑے ہوئے تو اپنے والد کے کاروبار میں دلچسپی لینی شروع کی اور کاروباری ہوگئے ۔اس کے ساتھ ساتھ انہوں نے مسلک اہلحدیث سے بھی پوری طرح وابستگی رکھی ۔جس طرح ان کے والد علماء اہلحدیث اور جماعت سے بے پناہ تعلق رکھتے تھے میاں صاحب بھی سختی سے اس پر پابند رہے۔۱۹۴۷ میں جب پاکستان بنا تو اس موقع پر میاں صاحب نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ مل کر بہت سے مسلمانوں کو سکھوں کے نرغے سے آزاد کرایا۔اس سلسلے کا ایک واقعہ بڑا مشہور ہے کہ مولانا محمد رفیق خان پسروری رحمۃ اللہ علیہ جو کہ علماء اہلحدیث کے مشہور عالم اور خطیب تھے۔تقسیم ملک کے زمانہ میں ضلع امرت سر کے مشہور مقام جنڈیالہ گورو میں ان پر سکھوں نے حملہ کر دیا تھا۔مولانا رفیق صاحب اور ان کے ساتھیوں نے سکھوں کا مقابلہ کیا تو مولانا کا بازو کٹ گیا۔پھر میاں فضل حق اوران کے ساتھیوں نے اپنے آپ کو خطرے میں ڈال کر مولانا ممدوح کو سکھوں کے گھیرے سے نکال کر امرتسر کے ہسپتال پہنچایا اور وہ کچھ دن وہاں رہے۔مجھے یاد پڑتا ہے ان کا تعلق جماعت غرباء اہلحدیث سے تھا۔جماعت اہل حدیث کے نوجوان رکن ومقرر رانا محمد شفیق خان پسروری انہی مولانا محمد رفیق خان پسروری کے فرزند ارجمند ہیں ۔ (میاں فضل حق اوران کی خدمات صفحہ ۵۹)

قیام پاکستان کے بعد میاں فضل حق کا خاندان حافظ آباد ضلع گوجرانوالہ میں آکر آباد ہوا۔

میاں صاحب اس وقت نوجوان تھے ان کی عمر ستائیس اٹھائیس سال تھی۔نیکی،دین داری،اپنے مسلک سے وابستگی اور علماء سے تعلق وعقیدت ان کی زندگی کے اہم اوصاف تھے ۔راہ خدا میں خرچ کرنے کا وہ خاص جذبہ رکھتے تھے۔حافظ آباد جا کر میاں صاحب نے پہلا کام یہ کیا کہ ایک مسجد تعمیر کروائی جسکا نام مسجد مبارک رکھا گیا۔غالباً اس شہر میں اہلحدیث کی یہ پہلی مسجد تھی۔اس مسجد کو بہت جلد علاقے اور شہر میں مرکزی حیثیت حاصل ہوگئی۔اس کے خطیب مولانا حکیم محمد ابراہیم تھے۔ان حضرات نے وہاں بہت کام کیا اور اپنے مسلک وجماعت کی خدمت کو اپنا شعار بنائے رکھا۔

حافظ آباد میں مسجد اہلحدیث کی تعمیر کے علاوہ میاں فضل حق مرحوم نے دو پرائمری سکول قائم کئے۔ایک لڑکوں کے لئے اور دوسرا لڑکیوں کیلئے۔یہ ایک تعلیمی اور عوامی خدمت تھی جو میاں صاحب نے حافظ آباد میں سرانجام دی۔سکولوں میں بے شمار بچوں اور بچیوں نے تعلیم حاصل کی اور کر رہے ہیں ۔مسجد کی تعمیر اور دو سکولوں کا قیام میاں صاحب کا صدقہ جاریہ ہے جس کا اجر بارگاہ خداوندی میں انہیں ملتا رہے گا ۔حافظ آباد میں حضرت میاں صاحب کی کوشش سے ایک دینی مدرسہ ''دارالحدیث محمدیہ'' کے نام سے قائم ہوا اس کے مہتمم وہ خود تھے۔اس مدرسہ میں درس نظامی کی تعلیم کا کورس پڑھایا جاتا تھا۔اور بڑے بڑے قابل اور نامور اساتذہ نے یہاں خدمت تدریس کا فریضہ ادا کیا۔ ان میں مولانا محمد یوسف کلکتوی ،مولانا عبدالرحمان صافوی، مولانا فضل الرحمان کلیم ،مولانا اسمٰعیل اسد، مولانا داؤد علوی ،مولانا مشتاق احمد اور مولانا یحیٰی گوندلوی حفظہ اللہ مصروف تدریس رہے۔درس نظامی کے علاوہ شعبہ حفظ بھی وہاں قائم تھا،اس مدرسے سے جن نامور طلباء نے نام پیدا کیا ان میں دینی کتابوں کی اشاعت کے عالمی ادارے ''دارالسلام'' کے مالک ومدیر مولانا عبدالمالک مجاہد بڑی شہرت رکھتے ہیں۔

حافظ آباد میں میاں فضل حق مرحوم نے مسجد کی تعمیر،دو پرائمری سکول کا قیام اور دارالحدیث محمدیہ کے اجراء کے ساتھ ساتھ رفاہی اداروں میں بھی دلچسپی لی اوران کی پوری طرح مالی مدد فرمائی ۔ہسپتالوں میں ادویات فراہم کیں ، یتامٰی ومساکین اور مستحقین کی مالی امداد کی اور قیام پاکستان کے بعد مہاجرین کی امداد کیلئے جو انجمنیں اور سوسائٹیاں سرکاری یا غیر سرکاری طور پر قائم ہوئیں ان کے لئے بھی ان کے تعاون کا سلسلہ جاری رہا۔میاں صاحب سیاست میں بھی دلچسپی لیتے تھے لیکن وہ خود آگے نہیں آئے دوسروں کو آگے لائے اور دامے درمے قدمے سخنے اپنے احباب کی مدد فرماتے تھے۔

۴ اپریل ۱۹۵۵ء کو جامعہ سلفیہ فیصل آباد کا قیام عمل میں آیا اور اس کا سنگ بنیاد رکھا گیا۔اس کے پہلے صدر حضرت مولانا سید داؤد غزنوی رحمۃ اللہ علیہ تھے ۔۱۹۶۱ میں جب غزنوی مرحوم کی صحت خراب ہونے لگی تو جامعہ سلفیہ کمیٹی

کے ارکان نے مولانا محمد اسماعیل سلفی مرحوم ومغفور کی تجویز سے جامعہ کا صدر میاں فضل حق کو منتخب کر لیا۔حضرت میاں صاحب کم وبیش ۳۵ سال جامعہ کے صدر رہے اور آپ نے جامعہ کی تعمیر وترقی میں تن من دھن سے کام کیا اور کوئی کسر اٹھا نہ رکھی ۔طلباء کے ساتھ وہ ہمیشہ شفقت سے پیش آتے اساتذہ کرام کا احترام کرتے اور ان کی ضروریات کو ملحوظ رکھتے ۔جامعہ سلفیہ کے ساتھ مرکزی جمعیت اہلحدیث کیلئے بھی میاں صاحب کی خدمات بے مثال ہیں ۔۳۰ اکتوبر ۱۹۶۶کو بحیثیت ناظم اعلیٰ مرکزی جمعیت اہلحدیث کے منصب پر میاں صاحب فائز ہوئے تھے اور بلا شرکت غیر ۲۹ سال سے کچھ ماہ اوپر آپ ناظم اعلیٰ رہے۔پورے برصغیر میں کسی مذہبی یا سیاسی جماعت کی نظامت علیا کا یہ طویل ترین دور نظامت ہے۔اس عرصے میں ملک بہت سے نشیب وفراز سے گزرا ،جماعت اہلحدیث بھی کئی طرح کے حادثات سے دوچار ہوئی۔خود مرکزی جمعیت میں متعدد مرتبہ انقلاب وتغیر کی لہریں اٹھیں مگر میاں صاحب کی نظامت ہر حال میں قائم رہی۔(ایضاً)

علماء اہلحدیث کی ایک کثیر جماعت ان کے ساتھ تھی اور شعبہ تبلیغ کے میدان میں انہوں نے کارہائے نمایاں سرانجام دیئے ۔انہوں نے اپنے عالی مقام منصب صدارت اور نظامت کو فقط ''کرسی صدارت'' تک محدود نہیں رکھا بلکہ آپ جماعتی کاموں کے لئے ورکروں کے ساتھ مل کر خود ورک کرتے تھے یہی وجہ ہے کہ ان سے اختلاف رکھنے والے فعال ہونے کے باوجود میاں صاحب کا مقابلہ [illegible] میاں صاحب مرحوم ومغفور کے ساتھ چلتے چلتے ہم بہت دور نکل آئے ہیں اب ان کے دور نظامت کے چند واقعات بیان کئے جاتے ہیں ۔ان واقعات کو مولانا اسحاق بھٹی صاحب نے ''میاں فضل حق نامی کتاب میں لکھا ہے۔

۱۔میاں فضل حق مرحوم نے کوشش کر کے جماعت کے دفاتر کے لئے ۱۰۶ راوی روڈ لاہور والا وسیع وعریض قطعہ زمین خرید کیا۔لاہور میں اتنی بڑی جگہ کا ملنا نہایت مشکل تھا۔یہ جگہ انہوں نے ابتدا میں اپنی گرہ سے کئی لاکھ روپے خرچ کر کے خریدی۔

۲۔انہوں نے اپنے دور نظامت میں کئی مسجدیں تعمیر کروائیں ۔ایک مسجد بالاکوٹ میں تعمیر کروائی (یہ مسجد اور مدرسہ حالیہ زلزلہ میں بالکل ہی زمین بوس ہو گیا ہے)علاقہ گلیات میں بعض مقامات پر ان کے پیسے اور کوشش سے متعدد مساجد تعمیر ہوئیں۔یہ ان کا صدقہ جاریہ ہے۔

۳۔مختلف مقامات پر کئی دینی مدارس ان کی کوشش سے قائم ہوئے وہ ان کی باقاعدہ مالی مدد کرتے تھے۔

۴۔گزشتہ چند سالوں میں مذہبی وسیاسی جماعتوں کے جو اتحاد قائم ہوئے وہ ان میں عہدے دار کی حیثیت سے شامل رہے ،ان کی مالی مدد کرنا وہ اپنے لئے ضروری قرار دیتے تھے۔

۵۔وہ ملک کی مذہبی اور سیاسی جماعتوں میں واحد شخص تھے جنہوں نے اپنے مکان میں باقاعدہ مسجد بنائی جس میں اذان اور جماعت وغیرہ کا پورا اہتمام کیا جاتا ہے۔

۶۔میاں فضل حق منفرد شخصیت تھے جو بہت بڑے دولتمند ہونے کے باوجود وضع قطع میں بھی احکام شریعت کے پابند تھے۔

۷۔ان کے دور نظامت میں سعودی عرب کے بہت سے اہل علم اور معروف حضرات پاکستان تشریف لائے اور ان سے ملے۔بالخصوص امام کعبۃ اللہ شیخ عبداللہ بن سبیل جب پہلی بار یہاں تشریف لائے تو میاں صاحب نے ان کے اعزاز میں لاہور کے لارنس گارڈن میں استقبالیہ دیا۔

۸۔ہمارے ہاں یہ رواج ہے کہ لوگ سعودی عرب جاتے ہیں تو وہاں کے امراء اور ارکان سلطنت سے اپنے مدارس اور علمی منصوبوں کے لئے چندہ وصول کرتے ہیں ۔لیکن میاں صاحب نے مدینہ منورہ کے ایک مدرسے کو دس ہزار ریال عنایت کئے ۔مدرسہ کے مہتمم نے نہایت حیران ہو کر کہا کہ پاکستان کے لوگ یہاں آتے ہیں تو وہ اپنے مدارس کے لئے ہم سے رقم وصول کرتے ہیں اس کے برعکس آپ ہمیں دے رہے ہیں..

۹۔انہوں نے اپنے عہد نظامت میں کئی بار جماعت کے اختلاف اور باہمی خلفشار کو ختم کرانے کی کوشش کی اور اس کے لئے بارہا اپنے سے اختلاف رکھنے والوں سے رابطہ پیدا کیا۔وہ نہایت اخلاص کے ساتھ مصالحت کے لئے کوشاں رہے۔

۱۰۔وہ انتہائی فیاض اور سخی تھے ایک ملّی یک جہتی کونسل میں شامل جماعتوں کے شرکاء کو انہوں نے دوپہر کا کھانا پیکٹ بند ڈبوں میں دیا اور ہر پیکٹ میں مرکزی جمعیت اہل حدیث کا ہینڈ بل رکھ دیا تاکہ شرکاء کو معلوم ہو کہ یہ کھانا مرکزی جمعیت اہلحدیث کی طرف سے ہے۔یہ سب کچھ فقط جماعت کی نیک نامی کے لئے کیا۔

بلاشبہ میاں صاحب بااخلاق' نیک اطوار اور عمدہ خصوصیات کے مالک تھے۔قرآن مجید سے بہت لگاؤ تھا اور انہیں بہت سی طویل سورتیں سورۃ کہف وغیرہ زبانی حفظ تھیں۔بہت سی کتابوں کے مترجم اور مصنف مداح صحابہ مولانا محمود احمد غضنفر صاحب نے ہفت روزہ زندگی میں لکھا تھا۔کہ جملہ ارکان اسلام کا اہتمام ،تلاوت قرآن حکیم اور ذکر الٰہی کی پابندی زندگی بھر ان کا (میاں صاحب) معمول رہا۔نماز فجر کے بعد سیر کے دوران اذکار مسنونہ کا ورد ان کی عادت میں شامل تھا ۔صبح کی سیر عام طور پر اپنے وسیع وعریض گھر کے لان میں کیا کرتے تھے۔قرآن مجید کی بعض طویل سورتیں ان کو زبانی یاد تھیں۔

حضرت میاں صاحبؒ بہت سی خوبیوں کے مالک تھے انہوں نے جماعتی حوالے سے بھر پور زندگی گزاری۔ افسوس جماعت کا یہ عظیم سپوت زندگی کی ۷۶ بہاریں گزار کر ۱۲جنوری ۱۹۹۶ کی رات ۱۰ بجے اس دنیا سے منہ موڑ کر فردوس کو روانہ ہوا۔اللہ مغفرت کرے ...

بہت سی خوبیاں تھی مرنے والے میں

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆